بیمار کے تندرست ہونے پر بکری ذبح کرنے کی منت مانی تو اسے پورا کرنا لازم ہے؟

دار الافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: sar9051 تاریخ: 22-08-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ **اگر کسی نے ان الفاظ کے ساتھ منت مانی کہ "اگر میری بیٹی تندرست ہو جائے تو میں بکری ذبح کروں گا" تو بیٹی کے تندرست ہونے پر کیا اس منت کو پورا کرنا لازم ہے؟** جبکہ میں نے ایک فتویٰ میں پڑھا ہے کہ جس میں اسی صورت کے بارے میں منت لازم نہ ہونے کا حکم دیا ہے۔

اس فتوے کا سوال وجواب درج ذیل ہے:

سوال: اگر کسی عورت نے ان الفاظ سے منت مانی، کہ اگر میری بیٹی کی طبیعت صحیح ہو جائے، تو جو میری پراپرٹی ہے، اس کو بیچ کر سو(100)اونٹ ذبح کروں گی، پھر اس کی بیٹی کی طبیعت صحیح ہو گئی، اب کیا حکم ہو گا؟

جواب: عورت کے فقط اِتنا کہنے "اگر میری بیٹی کی طبیعت صحیح ہو جائے، تو جو میری پراپرٹی ہے، اس کو بیچ کر سو(100)اونٹ ذبح کروں گی" سے یہ مَنَّت لازم نہ ہو گی، کیونکہ یہ کلام شرعی اعتبار سے انعقادِ مَنَّت کے لیے مطلوب "تاکید" اور "پختگی" پر مشتمل نہیں، بلکہ فقط اِظہارِ نیت اور وعدہ ہے کہ بیٹی تندرست ہوئی تو سو اونٹ ذبح کروں گی۔ البتہ اگر عورت اِسی جملہ کو یوں کہتی کہ اگر میری بیٹی کو صحت ملی تو اللہ تعالیٰ کے لیے مجھ پر سو اونٹ ذبح کرنا لازم ہے، تو یقیناً اِس مَنَّت کو پورا کرنا لازم ہو جاتا۔

اور اس میں دلیل کے طور پر یہ جزئیہ دیا گیا ہے:

ردالمحتار میں ہے: ”ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فبرئ لا يلزمه شيء إلا أن يقول فلله علي أن أذبح شاة“ (ردالمحتار مع درمختار، جلد05، صفحہ544، مطبوعہ کوئٹہ)

اور دیگر جزئیات میں بھی یہی مفہوم ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سوال کا جواب درج ذیل سرخیوں کے تحت ذکر کیا جائے گا:

- نفس جواب اور اس کی تفصیل۔
- ایک اشکال اور اس کی شرعی بنیاد۔
- اس مسئلہ میں فقہاء کی آراء اور اشکال کا جواب۔
- فقہاء کی آراء میں تطبیق۔
- امام اہل سُنَّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا رجحان اور وجہ ترجیح۔

نفس جواب اور اس کی تفصیل:

مفتیٰ بہ قول کے مطابق یہ منت درست ہے، بیٹی کے صحت یاب ہونے پر اس منت کو پورا کرنا لازم ہے۔

تفصیل: اپنے اوپر کسی ایسی چیز کو واجب کر دینا جو بندے پر واجب نہیں، یہ منت کہلاتا ہے، اب یہ اپنے اوپر کسی چیز کا واجب کرنا بنیادی طور پر 3 طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے ہو سکتا ہے:

(1) پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس میں نذر کے الفاظ بولے جائیں یعنی جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے اسے نذر کے الفاظ کے ساتھ اپنے اوپر واجب کیا جائے مثلاً کہے کہ میں نفل پڑھنے کی نذر مانتا ہوں۔

(2) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس میں نذر کا صیغہ بولا جائے یعنی وہ چیز ایسے لفظوں سے اپنے اوپر لازم کرلے جن لفظوں میں اپنے اوپر لازم کرنے کے معنٰی پائے جاتے ہوں مثلاً یوں کہے کہ مجھ پر اللہ

(عزوجل) کے لیے اتنے روزے رکھنے لازم ہیں۔

(3) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے اسے کسی شرط کے ساتھ معلق کرتے ہوئے اپنے اوپر واجب کرلے مثلاً یہ کہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں روزہ رکھوں گا، اس میں نذر اور لزوم کے الفاظ ذکر نہ کئے جائیں۔

سوال میں بیان کردہ الفاظ میں منت کے لیے تیسرا طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ اس میں بکرا ذبح کرنا اس پر واجب نہیں تھا، لیکن بیٹی کے تندرست ہونے کی شرط پر اسے موقوف و مشروط کر دیا کہ اگر بیٹی تندرست ہو گئی تو میں بکرا ذبح کروں گا تو اس میں منت کے تیسرے طریقے کو اپنانے کی وجہ سے یہ منت درست ہوئی اور چونکہ بکرا ذبح کرنا واجب بھی ہوتا ہے تو یوں منت شرعی کہلائی، لہذا کام ہونے پر اس منت کو پورا کرنا لازم ہوا۔

منت کسے کہتے ہیں؟ اس حوالے سے عنایہ، بنایہ، مراقی الفلاح اور فتح القدیر میں ہے "و الفظ للآخر: النذر، وهو إيجاب المباح" یعنی اپنے اوپر کسی ایسی چیز کو واجب کر دینا جو بندے پر واجب نہیں یہ منت کہلاتا ہے۔ **(فتح القدیر، ج2، ص384، مطبوعہ دار الفکر، لبنان)**

نذرِ شرعی کو پورا کرنے کے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: اور اپنی منتیں پوری کریں۔ **(القرآن الکریم، پ17، سورۃ الحج، آیۃ29)**

نذر پورا کرنے کے متعلق ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا﴾ ترجمۂ کنز العرفان: وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہو گی۔ **(القرآن الکریم، پ29، سورۃ الدھر، آیۃ7)**

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "یاد رہے، منت کی ایک صورت یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے اسے کسی شرط کے ساتھ اپنے اوپر واجب کرلے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسے کام کی شرط لگائی جس کے ہو جانے کی خواہش ہے **مثلاً یوں کہا کہ اگر میرا مریض اچھا ہو گیا یا میرا**

مسافر خَیرِیَّت سے واپس آگیا تو میں راہِ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا یا اتنی رکعت نماز پڑھوں گا یا اتنے روزے رکھوں گا، تو اس صورت میں جب وہ کام ہو گیا تو اتنی مقدار صدقہ کرنا اور اتنی رکعت نماز پڑھنا اور اتنے روزے رکھنا ضروری ہے۔۔۔۔۔منت کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شرط کا ذکر کئے بغیر اپنے اوپر وہ چیز واجب کر لے جو واجب نہیں ہے مثلاً یوں کہے کہ میں نے اتنے روزوں کی منت مانی یا اس طرح کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے اتنے روزے رکھوں گا اس کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی وہ کرنا ضروری ہے اس کے بدلے کفارہ نہیں دے سکتا۔

(تفسیر صراط الجنان، جلد10، صفحہ474، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

منت کن طریقوں سے متحقق ہوتی ہے اس حوالے سے بہار شریعت میں ہے: منّت کی دو ۲ صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اوس کے کرنے کو کسی چیز کے ہونے پر موقوف رکھے مثلاً میرا فلاں کام ہو جائے تو میں روزہ رکھوں گا یا خیرات کروں گا، دوم یہ کہ ایسا نہ ہو مثلاً مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے رکھنے ہیں یا میں نے اتنے روزوں کی منّت مانی۔

(بہار شریعت، حصہ9، صفحہ314، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تعلیق بالشرط کے ذریعے منت کے درست ہونے کے بارے میں مبسوط سرخسی میں ہے: ”ولو قال: إن فعلت كذا فأنا أهدي كذا وسمى شيئا من ماله فعليه أن يهديه؛ لأنه التزم أن يهدي ما هو مملوك له، والهدي قربة والتزام القربة في محل مملوك له صحيح “ترجمہ: اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں اتنا صدقہ کروں گا اور اپنے مال سے اس چیز کو بیان بھی کر دیا تو اس پر اسی چیز کو صدقہ کرنا لازم ہو گا، کیونکہ اس میں وہ اس چیز کو لازم کر رہا ہے جس کا وہ مالک ہے اور صدقہ کرنا نیکی ہے نیکی کو ایسی جگہ میں لازم کرنا جس کا وہ مالک ہو یہ صحیح ہے۔ **(المبسوط سرخسی، ج4، صفحہ134، دار المعرفہ بیروت)**

یونہی بہارِ شریعت میں ہے: ”اگر ایسی چیز پر معلق کیا کہ اس کے ہونے کی خواہش ہے مثلاً اگر میرا لڑکا تندرست ہو جائے یا پردیس سے آجائے یا میں روزگار سے لگ جاؤں تو اتنے روزے رکھوں گا یا

اتنی خیرات کروں گا، ایسی صورت میں جب شرط پائی گئی یعنی بیمار اچھا ہو گیا یا لڑکا پردیس سے آگیا یا روزگار لگ گیا، تو اتنے روزے رکھنا یا خیرات کرنا ضرور ہے۔"

(بہارشریعت، جلد2، حصہ9، صفحہ314، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایک اشکال اور اس کی شرعی بنیاد:

فقہائے کرام نے اسی مثال (اگر میری بیٹی تندرست ہو گئی تو میں بکری ذبح کروں گا) کے بارے میں متعدد کتب فقہ میں لکھا ہے کہ یہ منت ہی نہیں ہے اور اس حوالے سے درر الحکام کی یہ عبارت پیش کی جاتی ہے: "إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة لم يلزمه إلا أن يقول فللّه علي أن أذبحها)؛ لأن اللزوم لا يكون إلا بالنذر، والدال عليه الثاني لا الأول"

علامہ ابن عابدین شامی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی انہیں کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ اس کلام سے منت کے متحقق نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ کلام شرعی اعتبار سے انعقادِ مَنَّت کے لیے مطلوب "تاکید" اور "پختگی" پر مشتمل نہیں، بلکہ فقط اِظہارِ نیت اور وعدہ ہے بیٹی تندرست ہو گئی تو میں بکری ذبح کروں گا، ہاں البتہ اگر لزوم کے الفاظ یعنی "علی" کے الفاظ ذکر کر دیئے جائیں تو منت لازم ہو جائے گی جیسا کہ سوال میں بیان کردہ فتوی میں علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے حوالے سے اور درج ذیل جزئیات میں اسے ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ احمد طحطاوی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: ما صدر منه بهذه الصيغة ليس نذرًا حتى لو تلفظ بصيغة النذر في الذبح لزمه وإن كان من جنسه واجب لا فرض، ويدل عليه ما في «الهندية عن فتاوى قاضي خان» رجل قال: إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة، فبرئ لا يلزمه شيء إلا أن يقول: إن برئت فلله علي أن أذبح شاة، انتهى۔ **مفہوم اوپر گزر چکا ہے۔**

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، جلد5، صفحہ449، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ منت منعقد نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے

ہیں: أن عدم الصحة لكون الصيغة المذكورة لا تدل على النذر أي لأن قوله ذبحت شاة وعد لا نذر، ويؤيده ما في البزازية لو قال إن سلم ولدي أصوم ما عشت فهذا وعد۔ **مفہوم اوپر گزر چکا ہے۔** (ردالمحتار مع درمختار، جلد 05، صفحہ 544، مطبوعہ کوئٹہ)

اس مسئلہ میں فقہاء کی آراء اور اشکال کا جواب:

اس اعتراض کے جواب میں تفصیل یہ ہے کہ خاص اِس صورت میں منت لازم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہائے کرام کے 4 طرح کے اقوال سامنے آتے ہیں:

(1) پہلے قول کے مطابق ان لفظوں سے منت نہیں ہو سکتی، بلکہ یہ ایک وعدہ ہے جس کو پورا کرنا لازم نہیں۔

ان حضرات کے نزدیک ان لفظوں سے منت نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ منت میں تاکید کا ہونا ضروری ہے اور یہ تاکید اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ جب تاکید کے الفاظ بولے جائیں اور اس کے لئے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ نذر کے لفظ بولے جائیں اور دوسرا یہ کہ نذر کا صیغہ استعمال کیا جائے یعنی جس میں اپنے اوپر لازم کرنے کے معنی ہوں اور یہ جملے (اگر میری بیٹی تندرست ہو جائے، تو میں 100 اونٹ ذبح کروں گی) لزوم کے لئے متعین وخاص نہیں، بلکہ محتمل ہیں کہ اس میں لازم ہونے یا نہ ہونے، دونوں طرح کے معنٰی پائے جا رہے ہیں، لہذا ظاہر کے اعتبار سے یہ وعدہ ہی ہے کہ مستقبل میں ایک کام کے کرنے کے ارادے کا اظہار ہے اور اس میں وعدہ لازم نہیں ہوتا اور تعلیق کی طرف دیکھا جائے تو لزوم کے معنی پائے جاسکتے ہیں، چونکہ یہ الفاظ لزوم کے معنی میں متعین وخاص نہیں بلکہ محتمل و مشکوک ہیں تو مطلقاً ان الفاظ سے منت بھی درست نہیں ہو سکتی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ محتمل و مشکوک سے وجوب ثابت نہیں ہو سکتا۔

<u>**خلاصہ یہ ہے کہ**</u> ان حضرات کے نزدیک تعلیق بالشرط والا کلام شرعی اعتبار سے انعقادِ مَنَّت کے لیے مطلوب "تاکید" اور "پختگی" پر مشتمل نہیں، بلکہ فقط اِظہارِ نیت اور وعدہ ہے، جس وجہ سے اس سے

منت درست نہیں ہو سکتی۔

(2) دوسرے قول کے مطابق اس کلام سے اگر وعدہ کی نیت کرے گا، تو وعدہ ہے اور اگر منت کی نیت کرے گا، تو منت ہے کہ کلام اس کا بھی احتمال رکھتا ہے اور اگر کوئی بھی نیت نہ ہو، تو اس کلام کو وعدہ پر ہی محمول کریں گے کہ قیاس کے مطابق اس کلام کو ظاہر پر محمول کریں گے اور کلام کا ظاہر وعدہ ہے، وجوب نہیں اور شک کے ساتھ وجوب ثابت نہیں ہو سکتا۔

(3) تیسرے قول کے مطابق اگر وعدہ کی نیت ہو، تو وعدہ، منت کی نیت ہو، تو منت اور اگر کوئی بھی نیت نہ ہو، تو اس سے منت لازم ہو جائے گی کیونکہ عام طور پر وعدوں کو شرطوں کے ساتھ ذکر نہیں کیا جاتا، بلکہ واجبات کو شرطوں کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

(4) چوتھے قول کے مطابق اس کلام سے بہر صورت منت لازم ہو جائے گی۔

راجح قول:

چوتھا قول کہنے والوں کے نزدیک قیاس تو یہی ہے کہ تعلیق بالشرط والے جملوں میں نذر کے الفاظ یا نذر کے صیغوں کو ذکر کئے بغیر منت متحقق نہیں ہو سکتی، لیکن یہ حضرات اس معاملہ میں قیاس کو ترک کرتے ہوئے استحسان پر عمل کرتے ہیں، اس میں استحسان یہ ہے کہ تعلیق بالشرط والے جملے اب عرفاً تاکید کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، عرف نے انہیں تاکید کے معنیٰ میں متعین کر دیا ہے، عرف یہ ہے کہ اگر کوئی کام کسی شرط پر معلق کر دیا جائے تو اس سے مراد عام طور پر اس کی لازمی تکمیل ہوتی ہے، محض ارادہ و نیت میں کلام کو شرط و مشروط کی طرز پر ذکر نہیں کرتے، بلکہ شرط و مشروط کا انداز وہاں اپنایا جاتا ہے ، جہاں شرط کے پائے جانے پر مشروط کا پایا جانا ضروری خیال کیا جاتا ہو۔ فقہاء کرام کے کلام میں تعلیق بالشرط والے جملوں سے تاکید کے معنیٰ پائے جانے کی مثال: وعدہ اور کفالت ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک وعدہ کے بارے میں عام قاعدہ یہ ہے کہ وعدہ لازم نہیں ہوتا، لیکن اگر وعدہ کو بطور تعلیق ذکر کیا جائے تو لازم ہو جاتا ہے اور کفالت کے باب میں یہ فرمایا ہے کہ کفالت اس وقت

لازم ہوتی ہے کہ جب اپنے اوپر لازم کرنے کے معنیٰ پائے جائیں، لیکن اگر کسی نے لازم کرنے کے الفاظ استعمال نہ کئے بلکہ بطور تعلیق اس کلام کو ذکر کیا تو بھی کفالت لازم ہو جائے گی۔

لٰہذا جب تعلیق بالشرط والے جملے تاکید کے لئے متعین ہو چکے ہیں، تو اس سے وجوب بھی ثابت ہو جائے گا، اس صورت میں محتمل و مشکوک سے وجوب ثابت کرنا نہیں، بلکہ مؤکد کلام سے وجوب ثابت کرنا کہلائے گا اور یہ درست ہے۔

نوٹ: مذکورہ جواب اس چوتھے قول کو اختیار کرتے ہوئے دیا گیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جس عبارت کا فتوے میں حوالہ دیا گیا ہے، اس سے متصلاً چند کلمات کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے جہاں قیاس کا حکم بیان کیا وہیں حکم استحسان کو بھی بیان کیا ہے جسے امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن اور دیگر فقہاء کرام نے اختیار کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مکمل عبارت درج ذیل ہے:

”ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاة فبرئ لا يلزمه شيء إلا أن يقول فلله علي أن أذبح شاة اهـ: وهي عبارة متن الدرر وعللها في شرحه بقوله لأن اللزوم لا يكون إلا بالنذر والدال عليه الثاني لا الأول، فأفاد أن عدم الصحة لكون الصيغة المذكورة لا تدل على النذر أي لأن قوله ذبحت شاة وعد لا نذر، ويؤيده ما في البزازية لو قال إن سلم ولدي أصوم ما عشت فهذا وعد لكن في البزازية أيضا إن عوفيت صمت كذا لم يجب ما لم يقل لله علي وفي الاستحسان يجب ولو قال: إن فعلت كذا فأنا أحج ففعل يجب عليه الحج. اهـ. فعلم أن تعليل الدرر مبني على القياس والاستحسان خلافه“

(ردالمحتار مع درمختار، جلد 05، صفحہ 544، مطبوعہ کوئٹہ)

فقہائے کرام کی آراء پر جزئیات:

تعلیق بالشرط کی صورت کے منت ہونے یا نہ ہونے کے متعلق مبسوط سرخسی میں ہے: ”وإذا قال: أنا أحرم إن فعلت كذا، أو أنا محرم أو أهدي أو أمشي إلى البيت، وهو يريد أن يعد من نفسه عدة ولا

يوجب شيئا، فليس عليه شيء؛لأن ظاهر كلامه وعد فإنه يخبر عن فعل يفعله في المستقبل، والوعد فيه غير ملزم......، وإن أراد الإيجاب لزمه ما قال؛...... **وإن لم يكن له نية ففي القياس لا يلزمه شيء؛لأن ظاهر لفظه عدة؛ ولأن الوجوب بالشك لا يثبت، وفي الاستحسان يلزمه ما قال؛ لأن العرف بين الناس أنهم يريدون بهذا اللفظ الإيجاب، ومطلق الكلام محمول على المتعارف، والتعليق بالشرط دليل الإيجاب أيضا**" مفہوم اوپر گزر چکا ہے۔ (المبسوط سرخسی، جلد8، صفحہ138، دار المعرفہ بیروت)

تعلیق بالشرط کی صورت کے منت ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بدائع الصنائع میں ہے:" ، **فإن علقه بالشرط بأن قال إن فعلت كذا فأنا أحرم فهو على الوجوه التي بينا أنه إن نوى الإيجاب يكون إيجابا، وإن نوى الوعد يكون وعدا لما قلنا، وإن لم يكن له نية فهو على الإيجاب بخلاف الفصل الأول؛ لأن العدات لا تتعلق بالشروط، وإن الواجبات تتعلق بها**" مفہوم اوپر گزر چکا ہے۔ (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد5، صفحہ84، دار الکتب العلمیہ)

یونہی بحر الرائق، فتاوی عالمگیری اور غمز عیون البصائر في شرح الأشباه والنظائر میں ہے: واللفظ للآخر" ولو قال: إن عوفيت صمت كذا لم يجب عليه حتى يقول: لله علي، **وهذا قياس، وفي الاستحسان يجب فإن لم يكن تعليقا فلا يجب عليه قياسا واستحسانا** نظيره ما إذا قال: أنا أحج لا شيء عليه ولو قال إن فعلت كذا فأنا أحج ففعل ذلك يلزمه ذلك. **أقول على ما هو الاستحسان يكون الواجب بإيجاب العبد شيئين نذر ووعد مقترن بتعليق**" مفہوم اوپر گزر چکا ہے۔ (غمز عیون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، جلد3، صفحہ237، دار الکتب العلمیہ)

تعلیق بالشرط کے ساتھ وعدہ اور کفالت کے لازم ہونے کے بارے میں فتاویٰ بزازیہ میں ہے: اذا قال معلقا بان قال ان لم يؤد فلان فانا ادفعه اليک ونحوه يكون كفالة لماعلم المواعيد باكتساء صورة التعليق تكون لازمة ونقله فی الحامدية واقره فی العقود الدرية" ترجمہ: اگر کسی نے بطور تعلیق کہا کہ اگر فلاں نے قرض کی ادائیگی نہ کی تو میں تجھے ادا کروں گا یا اس جیسی کوئی اور صورت کی تو یہ کفالت درست ہے کیونکہ تجھے معلوم ہو چکا ہے کہ وعدے جب تعلیق کی صورت

اختیار کریں تو ان کو پورا کرنا لازم ہوتا ہے اھ اس کو حامدیہ میں نقل کیا اور عقود دریہ میں بر قرار رکھا۔
(فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ، کتاب الکفالۃ، جلد 6، صفحہ 3، مطبوعہ کوئٹہ)

فقہاء کی آراء میں تطبیق:

اس تمہید و وضاحت کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ جن فقہاء کرام نے منت نہ ہونے کا قول کیا انہوں نے قیاس پر عمل کیا ہے اور **سوال میں ذکر کردہ فتوے میں بھی قیاس کے مطابق فتویٰ دیا گیا ہے** اور جن فقہاء کرام نے منت درست ہونے کا قول کیا انہوں نے استحسان بالعرف پر عمل کیا ہے اور اس فتویٰ میں بھی استحسان کو اختیار کرتے ہوئے فتویٰ دیا گیا ہے، جن فقہاء کرام نے قیاس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ، ممکن ہے کہ ان کے زمانہ میں عرفاً تعلیق بالشرط سے کلام میں پختگی مراد نہ لی جاتی ہو یا اگر لی جاتی تھی تو ان کے نزدیک اس کا عرف ہونا واضح نہ ہوا ہو، تو اس وجہ سے انہوں نے استحسان بالعرف پر فتوی نہ دیا بلکہ قیاس پر فتویٰ دیا اور جن فقہاء کرام نے استحسان بالعرف کے مطابق فتویٰ دیا ان کے نزدیک اس کلام سے پختگی اور تاکید کا ہونا ہی معروف ہو چکا تھا، اس لئے انہوں نے استحسان بالعرف کے مطابق فتویٰ دیا۔

امام اہل سُنَّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا رجحان اور وجہ ترجیح:

اب رہا یہ معاملہ کہ موجودہ زمانہ میں فتوی کس مؤقف پر ہے ؟ قیاس پر یا استحسان پر؟ تو امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے فتاوٰی سے یہ ظاہر ہے کہ فتوی استحسان پر ہے ، قیاس پر نہیں ، امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں ایک سے زائد مقام پر استحسان کو اختیار کرتے ہوئے ایسے جملے کہ جس میں نذر اور لزوم کے صیغے نہیں ہیں، بلکہ کلام کو تعلیق بالشرط کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، ان میں منت لازم ہونے کا حکم جاری فرمایا، یونہی اوپر بیان کردہ بہار شریعت اور تفسیر صراط الجنان کے جزئیہ سے بھی ظاہر ہے کہ فتوی استحسان پر ہے، قیاس پر نہیں۔

ذیل میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے صرف 5 فتاویٰ، سوال و جواب کے ساتھ ذکر کئے جارہے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ فتویٰ استحسان پر ہے یعنی محض تعلیق بالشرط والے

کلام سے بھی منت ہو جاتی ہے۔

(1)سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ ایک لڑکی کی نانی نے نیاز مانی کہ **اگر میرے نواسی پیدا ہو گی تو میں چہل تنوں کی گائے ذبح کروں گی۔** تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت نے فرمایا۔"**چہل تن چالیس شہداء ہیں، اگر منت سے یہ مراد تھی کہ گائے مولیٰ عزّوجل کے لئے ذبح کر کے اس کا ثواب ان شہیدوں کو پہنچایا جائے تو وہ نذر واجب ہو گئی۔**"

(فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ583، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

(2)سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ کسی نے بکری یا مرغی موجودہ کی نسبت مخصوص کر کے کہا کہ میں اس بکری یا مرغی کی نیاز کروں گا، پھر کسی وجہ سے وہ مفقود ہو گئیں تو بجائے اس کے دوسری بکری مرغی یا گائے وغیرہ کی اسی قدر گوشت سے نیاز ہو گی یا نہیں؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت نے فرمایا۔"**اگر یہ نیاز نہ کسی شرط پر معلق تھی مثلاً میرا یہ کام ہو جائے تو اس جانور کی نذر کروں گا، نہ کوئی ایجاب تھا مثلاً اللہ کے لئے مجھ پر یہ نیاز کرنی لازم ہے جب تو یہ نذر شرعی ہو نہیں سکتی**، اور اگر لفظ ایسے تھے جن سے شرعاً وجوب ہو گیا تو جبکہ ایجاب خاص جانور معین سے متعلق تھا اس کے گمنے یا مرنے کے بعد دوسرا اس کی جگہ قائم کرنا کچھ ضرور نہیں، نہ اس نذر کا اس پر مطالبہ رہا، اگر دوسرا جانور کر دے گا تو تبرع ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ589، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

(3)سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ زید نے منت مانی کہ **اگر فلاں تکلیف میری رفع ہو جائے تو میں بکری وغیرہ ذبح کر کے مسکینوں کو تقسیم کروں گا**، اگر زید کامیاب ہوا اور بکرا ذبح کیا تو آیا زید بھی اس گوشت میں سے کھا سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت نے فرمایا۔"زید خود کھا سکتا ہے نہ اپنے ماں باپ وغیرہما اصول خواہ بیٹا بیٹی وغیرہما فروع کسی ہاشمی یا غنی کو کھلا سکتا ہے بلکہ وہ خاص مساکین مصرف زکوٰۃ کا حق ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ597، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

(4)سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ سے سوال ہوا کہ **اگر بدرگاہ خداوند کریم سوال کیا جائے کہ مجھ کو فرزند عطا ہو یا بیماری دفع ہو یا قرض ادا ہو تو اس قدر خیرات فی سبیل اللہ باروحِ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا حضرت پیر دستگیر یا ولی اللہ کردوں گا یہ نذر جائز ہے یا نہیں** ؟تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت نے فرمایا۔" **بلاشبہہ جائز ہے اور اس کا کرنا واجب۔** "

(فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ583، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

(5)سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ سے سوال ہوا کہ زید نے عہد کیا تھا کہ **میں ملازم ہو جاؤں تو ایک ماہ کی تنخواہ راہِ خدا میں صَرف کروں گا**، اب وہ ملازم ہو گیا، اگر زید اپنی اس ماہ کی تنخواہ کو اپنے کسی نہایت غریب بیکس و مفلس رشتہ دار کو اس نیت سے دے تو اس کے ذمہ سے وہ عہد ساقط ہو جائے گا یا نہیں، درصورت عدم ساقط ہونے کے وہ اور کس کام میں خرچ کرے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت نے فرمایا۔"ضرور نذر ادا ہو جائے گی، جب کہ وہ عزیز نہ اس کی اولاد میں ہو، نہ یہ اس کی، نہ زوج و زوجہ، نہ سید، وغیرہ جنہیں زکوۃ دینا جائز نہیں، بلکہ عزیز کو دینے میں دُونا ثواب ہے، صدقہ اور صلہ رحم، کماثبت عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جیسا کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ثابت ہے)۔

(فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ594،593، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اور اصولِ افتاء کا تقاضا بھی یہی ہے کہ استحسان پر فتویٰ دیا جائے کیونکہ یہ استحسان بالعرف ہے اور عرف بھی خاص نہیں، بلکہ عام ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ عرف عام اور تعامل کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

استحسان کو قیاس پر فوقیت حاصل ہے، جیسا کہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ایک سوال کے جواب میں استحسان کو قیاس پر ترجیح دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:" یہ استحسان ہے جیسا کہ فتاوٰی شامی میں نہر اور فتح کے واسطہ سے منتقی سے منقول ہے اور جو خلاصہ میں پھر بحر اور پھر درمختار میں

ہے وہ قیاس ہے جبکہ **استحسان کو تقدم حاصل ہے**۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ579، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

قیاس کو استحسان کے مقابلہ میں ترک کردیا جائے گا جیسا کہ محیط برہانی اور فتح القدیر میں ہے:"النص أو الإجماع أو القياس الخفي الذي هو الاستحسان، وبكل واحد منها يترك القياس الجلی"

(فتح القدیر، جلد8، صفحہ395، مطبوعہ بیروت)

عرف کی وجہ سے قیاس کو ترک کردیاجائے گا جیسا کہ مبسوط سرخسی میں ہے:"يترك القياس للعرف"ترجمہ: عرف کی وجہ سے قیاس کو ترک کردیاجائے گا۔

(المبسوط للسرخسي، جلد5، صفحہ215، دارالمعرفہ بیروت)

استحسان بالتعامل کے مقابلہ میں قیاس کو ترک کردیا جائے گا جیسا کہ فتح باب العنایۃ میں ہے:"ووجه الاستحسان أَنَّ الناس تعاملوا بها من غير نكير، والقياسُ يُترك بالتعامل"

(فتح باب العناية بشرح النُّقاية، جلد2، صفحہ528، دار الأرقم، بيروت)

کس تعامل کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا جائے گا؟ اس بارے میں فتح القدیر میں ہے:"وتعامل أهل بلدة ليس هو التعامل الذي يترك به القياس بل ذلك تعامل أهل البلاد"

(فتح القدیر، جلد6، صفحہ429، مطبوعہ بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

16 صفر المظفر 1446ھ/22اگست 2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جاسکتی ہے